حضرت حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ..

کتاب الاصابہ..علامہ ابنِ حجر عسقلانی.

Al Isabah Fi Tamayyuz Ul Sahaba رضی

۱۶۲۹ حجاج باھلی

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق شعبہ روایت کیا ہے میں نے حجاج بن حجاج باہلی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج کیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اور بغوی اور باوردی وغیرہ کی روایت میں اسی سند سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے: وہ صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔

۱۶۳۰ (ز) حُجر بن حَنظلہ

بقول بعض دمیل کا نام ہے جن کا تذکرہ دال میں ہوگا۔

۱۶۳۱ حُجر ابن عدی[1]

بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی، المعروف حجر بن ادبر، حجر الخیر، ابن سعد[2] اور مصعب زبیری نے حاکم کی ان سے روایت کو ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کا بھائی ہانی بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حجر بن عدی جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ جمل وصفین میں شریک ہوکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور وہ آپ کے مددگاروں میں سے تھے۔ تقدیر کا نوشتہ دیکھیں جس علاقہ مرج عذراء کو انہوں نے فتح کیا تھا وہیں حجر امیر معاویہ کے حکم سے قتل ہوئے۔ اس سب کا ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن وغیرہ ابراہیم بن اشتر کے طرق سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ مقام ربذہ میں وہ اور حجر بن ادبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر حاضر تھے۔ البتہ امام بخاری، ابن ابی حاتم[3] بحوالہ اپنے والد، خلیفہ بن خیاط اور ابن حبان[4] نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد[5] نے کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو شاید یہ ان کے گمان میں دوسرے شخص ہیں یا ان سے چوک ہوگئی ہے۔

ابن قانع نے ان کے سوانح میں شعیب بن حرب کے طریق سے بحوالہ شعبہ، ابوبکر بن حفص سے انہوں نے صحابی رسول حجر بن عدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: "ایک گروہ ایسا ہوگا کہ شراب کا نام بدل کر اسے پیئے گا"۔ امام احمد رحمہ اللہ نے "زہد" میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن سیرین کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک دفعہ زیاد نے خطبہ لمبا کردیا تو حجر نے اس سے کہا: نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ لیکن اس نے خطبہ جاری رکھا۔ جس پر حجر اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے اسے کنکریاں ماریں۔ زیاد منبر سے اتر آیا اور امیر معاویہ کو لکھا آپ نے لکھا کہ اسے میری طرف بھیج دیا جائے۔ جب وہ ان کے سامنے ہوئے تو یوں گویا ہوئے: "السلام علیک امیر المومنین!" انہوں نے فرمایا: کیا میں امیر المومنین ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر ان کے قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ تو حجر فرمانے لگے: نہ مجھ سے لوہا دور کرنا اور نہ خون دھونا، اس لئے کہ میں (قیامت میں) راستے کے درمیان معاویہ سے ملوں گا اور مقدمہ (بدرگاہ الٰہی) پیش کروں گا۔

---

[1] اسد الغابۃ (۱۰۹۳) الاستیعاب (۵۰۵) [2] الطبقات (۱۵۶/۶) [3] الجرح والتعدیل (۲۶۶/۳)
[4] ...ات (۱۷۶/۴) [5] الطبقات الکبریٰ (۱۵۱/۶)

Al Isabah Fi Tamayyuz Ul Sahaba رضی

رویانی، طبرانی اور حاکم ابو اسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حجر بن عدی کو کہتے دیکھا: سنو! میں اپنی بیعت پہ قائم ہوں نہ اسے توڑوں گا اور نہ اسے توڑنے کا مطالبہ کروں گا۔ ابن ابی الدنیا، حاکم اور عمر بن شبہ ابن عوف کے طریق سے بحوالہ نافع روایت کرتے ہیں کہ جب حجر بن عدی کو حکومت کے بندے لے گئے بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ ان کی پوچھ گچھ کرتے رہتے تھے۔ وہ بازار میں احتباء باندھے بیٹھے تھے کہ ان کے قتل کیے جانے کی خبر ملی۔ انہوں نے احتباء (پٹکا) کھولا اور روتے ہوئے واپس ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابوالاسود کے حوالہ سے نقل کیا ہے فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بارے میں ڈانٹ پلائی۔ اور فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ''میرے بعد ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ناراض ہوں گے''۔ [1] اس کی سند میں انقطاع ہے۔ ابراہیم بن جنید نے کتاب الاولیاء میں منقطع سند سے روایت کیا ہے: کہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو غسل واجب کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے داروغہ سے کہا ہمیں غسل کے لیے پانی دے دو، کل کچھ نہ دینا، وہ کہنے لگا: مجھے ڈر ہے کہ تم پیاس سے نہ مر جاؤ اور معاویہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پانی کا بھرا بادل گھر آیا جس سے انہوں نے اپنی ضرورت کا پانی جمع کر لیا۔ ان کے ساتھی کہنے لگے: اللہ تعالیٰ سے رہائی کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ! ہمارے تو جو پسند فرمائے! فرماتے ہیں: پھر وہ اور ان کے ساتھی قتل کر دیے گئے۔ خلیفہ، ابو عبید اور کئی لوگوں کا کہنا ہے وہ اکاون (۵۱ھ) میں قتل ہوئے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد کا قول ہے: کہ وہ ترپن (۵۳ھ) میں قتل ہوئے۔ بقول ابن کلبی: حجر بن عدی کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن تھے جو مختار کے ساتھ اس وقت قتل ہوئے جب مصعب کا اس پر غلبہ ہوا، ان کا چچازاد بھائی معاذ بن ہانی بن عدی شام بھاگ گئے۔ جبکہ ان کا چچازاد بھائی ہانی بن جعد بن عدی کوفہ کا معزز شخص تھا۔

نکات..

1. صحابی تھے.
2. جنگِ جمل و صفین میں علی(ع) کی فوج میں تھے.اور صفین میں تو امراء میں سے تھے.
3. ذیاد کو خطبہ لمبا کرنے پر روکا.تو اُس نے معاویہ کو شکایت لکھی.معاویہ نے قیدی بنا کر بھیجنے کا حکم جاری کیا.اور پھر قتل کا حکم دےدیا.
4. حِضرت حجر نے وصیت فرمائی کہ اسی حال میں مجھے دفن کرنا میں اپنا مقدمہ بارگاۂ رب العزت میں پیش کرونگا.

5 . جنابِ حجر نے فرمایا میں بیعت پر قائم ہوں.

6 . ابنِ عمر اور بی بی عائشہ اس قتل پر غمناک ہوئے.

7 . جنابِ حجر نے پانی کیلیئے دعا فرمائی جو فوراً قبول ہوئی.

اسدالغابہ فی معرفتہ الصحابہ..

Usdul Ghabah Fi Marifat -us- Sahaba

۱۰۹۳۔ حضرت حجرؓ بن عدی

حضرت حجرؓ بن عدی بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ کندی۔ یہ حجر الخیر کے نام سے مشہور ہیں۔ بیٹے ہیں ادبر کے ان کے والد عدی کو ادبر اس سبب سے کہتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ بھاگے جارہے تھے ان کے سر میں کسی نے نیزہ مار دیا تھا اسی وجہ سے ان کو لوگ ادبر کہنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ اور ان کے بھائی ہانی حاضر ہوئے تھے اور جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ فضلائے صحابہ میں تھے۔ جنگ صفین میں قبیلہ کندہ کے سپہ سالار تھے اور نہروان میں لشکر کے میسرہ پر تھے اور جنگ جمل میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھے مشاہیر صحابہ سے ہیں۔ جب زیاد عراق کا حاکم ہوا اور اس نے سختی اور بدچلنی شروع کی تو حجر نے اس کی بیعت واپس کر دی اور حضرت معاویہ کی بیعت انہوں نے واپس نہ کی تھی۔ شیعان علی علیہ السلام کی ایک جماعت ان کی پیرو ہو گئی ایک دن تاخیر نماز کی بابت انہوں نے اور ان کے اصحاب نے زیاد پر طعن و تشنیع کی تو زیاد نے ان کی شکایت حضرت معاویہ کو لکھ بھیجی حضرت معاویہ نے لکھا کہ ان کو معان کے اصحاب کے میرے پاس بھیج دو۔

چنانچہ زیاد نے سب لوگوں کو وائل بن حجر حضرمی کے ساتھ بھیج دیا ان کے ساتھ بڑی جماعت تھی جب یہ مقام مرج عذرا میں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ میں پہلا مسلمان ہوں جو اس مقام میں تکبیر کہتا ہوں پھر یہ اور ان کے اصحاب عذرا نامی قریہ میں جو دمشق کے پاس ہے اترے حضرت معاویہ نے ان سب کے قتل کا حکم دیا مگر حضرت معاویہ کے اصحاب نے بعض لوگوں کی سفارش کی وہ چھوڑ دیے گئے اور حجر اور ان کے ساتھ چھ آدمی قتل کر دیے گئے اور چھ آدمی چھوڑ دیے گئے جب لوگوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی بعد اس کے کہا کہ اگر تم میری طرف کسی ایسی بات کا گمان نہ کرتے جو مجھ میں نہیں ہے (یعنی بزدلی کا) تو بے شک میں ان دونوں رکعتوں کو طول دیتا بعد اس کے انہوں نے کہا کہ میرے ہتھیار نہ اتارنا اور میرے خون کو نہ دھونا میں (قیامت کے دن) معاویہ سے اسی حال میں ملوں گا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حجر کے ساتھ زیاد کی اس بدسلوکی کی خبر ملی تو انہوں نے عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا کہ خدا کے لئے حجر اور ان کے اصحاب کی بے حرمتی نہ کرنا مگر عبدالرحمن ایسے وقت میں پہنچے کہ وہ قتل ہو چکے تھے۔

تو عبدالرحمن نے حضرت معاویہ سے کہا کہ ابوسفیان تو حجر اور ان کے اصحاب کے ساتھ بہت بردباری کیا کرتے تھے یہ بات تم میں کیوں نہ ہوئی تم نے ان کو قید کیوں نہ کر دیا یا کسی وبائی مقام میں کیوں نہ بھیج دیا حضرت معاویہ نے کہا اس وقت میری قوم میں تمہارے ایسے (نیک مشورہ دینے والے) لوگ نہ تھے عبدالرحمن نے کہا خدا کی قسم اب اہل عرب نہ تم کو حلیم سمجھیں گے اور نہ صاحب عقل تم نے ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جو مسلمان تھے اور تمہارے پاس قید کر کے بھیجے گئے تھے حضرت معاویہ نے کہا میں کیا کرتا زیاد نے مجھے ان کے بہت سخت حالات لکھے تھے اور لکھا تھا کہ یہ لوگ ایسا رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں جو پھر بند نہ ہو سکے گا۔ جب حضرت معاویہ [illegible] میں آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے حضرت عائشہ نے سب سے پہلے حجر کے قتل کے متعلق ان سے طویل [illegible] کی حضرت معاویہ نے کہا کہ میرا اور حجر کا معاملہ چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ ہم دونوں اپنے پروردگار کے یہاں ملیں۔ نافع کہتے

نکات..

1. مشاھیرِ صابہ میں سے تھے..
2. جنگِ جمل..صفین..اور نہروان میں علی(ع) کیطرف سے شریک تھے..جنگِ صفین میں سپہ سالار تھے.
3. ذیاد نے سختی اور بدچلنی شروع کی تو حجر نے اسکی بیعت کو لوٹایا.مگر معاویہ کی نہیں.
4. شیعانِ علی کی ایک جماعت انکی پیرو ہو گئی.
5. تاخیرِ نماز کی بابت جنابِ حجر اور انکے ساتھیوں نے ذیاد پر نکیر کی..اسنے معاویہ کو شکایتی خط لکھا.اور معاویہ نے جنابِ حجر کو معہ ساتھیوں دربار میں بھیجنے کا حکم دیا.
6. معاویہ نے اپنے کچھ ساتھیوں کی سفارش پر کچھ کو رہا کر دیا اور ۶ آدمیوں کے قتل کا حکم مقامِ عزرا پر دیدیا.
7. جنابِ حجر نے نماز کے بعد وصیت فرمائی کہ مجھے اسی حال میں دفن کرنا میں قیامت میں معاویہ سے اسی حال میں ملونگا
8. معاویہ نے قتل کیوجہ بتائی کہ ذیاد نے سخت حالات لکھے تھے..
9. بی بی عائشہ نے جب بات کی تو معاویہ نے کہا.آپ چھوڑیں.میں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں ملیں گے...

قابلِ غور.

دونوں کتب میں ایک بات مشترک ہے..اور تاریخ کی ہر کتاب میں مذکور ہے..کوئی عالم جس کا منکر نہیں...

حضرت حجر بن عدی نے ذیاد کو دورانِ خطبہ روکا..اور اُس نے ایک شکایتی خط معاویہ کو لکھا..ور معاویہ نے قتل کا حکم جاری کر دیا...

یہاں پہنچ کر کچھ سوال ذہن میں آتے ہیں..جنکے جوابات کے بِنا بات سمجھ میں نہیں آتی...

سوالات..

1 . حضرتِ حجر نے صرف خطبہ طویل ہو جانے پر اتنی شدت سے اختلاف کیوں کیا...نرم روّیہ اختیار کیوں نہ کیا...
2 . ذیاد نے اس مسئلے کو حل کرنے کیلیئے خود کچھ اقدام کرنے کی بجائے حاکمِ شام کو خط کیوں لکھا..کیا ایک متقی صحابی کا نماز کو اول وقت میں پڑھنے کیلئے سختی سے تلقین کرنا اتنا خطرناک مسئلہ تھا کہ حاکم کو اس مسئلے میں خبردار کیا جائے..
3 . معاویہ نے قتل کا حکم آخر کس بنیاد پر دیا...کیا کنکریاں مارنا یا نماز کو اول وقت میں پڑھنے کی سختی سے تلقین کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ متقی و مجاھد صحابئ پیغمبر(ص) کو واجب القتل قرار دیدیا جائے...
آج علمائے اھلسنت جو مقامِ صحابیت بیان فرماتے ہیں کیا معاویہ اس سے نا آشنا تھا...چاھیے تو یہ تھا کہ جنابِ حجر کو باعزت بلاتے اور سارے مسئلے پر ان سے بات کرتے..
4 . کیا معاویہ نے جنابِ حجر کو مومن سمجھ کر قتل کا حکم دیا ..یا غیرِ مومن جان کر...
اگر آج کوئی کسی صحابی کے کمزور ایمان کا تذکرہ بھی کرے تو اُسے گستاخِ صحابہ کہا جاتا ہے..تو اس باب کو کھولنے والے تو خود خال المومینین ہیں..
یہی سوالات ہیں جنکے جوابات تلاش کرنے کی ضرورت ہے.اور انھی جوابات کو چھپانے کیلیئے اس مظلوم صحابی کی شہادت کو چھپایا جاتا ہے...کتنے نام نہاد عاشقِ صحابہ ہیں کہ جو اس صحابی کی شہادت و مظلومیت سے آشنا ہیں..
اب کچھ گہرائی سے واقعہ کا مطالعہ کرتے ہیں..

حضرت حجر بن عدی کی شہادت ۵۱ ہجری میں ہوئی..حاکم امیرِ شام معاویہ تھا..جنکی طرف سے کوفہ کا حاکم مغیرہ بن شعبہ تھا اور اسکے بعد ذیاد کو گورنر بنایا گیا..

اب دیکھتے ہیں کہ اسوقت منبروں سے کیا دین پیش ہو رہا تھا..

واقعہ کربلا کا تحقیقی جائزہ...مرزا محمد علی بھائی.

سُنن نسائی الکبریٰ اور مُسندِ اَحمد کی اَحادیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کوفہ میں آئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کچھ خطباء مقرر کیے جو کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ پر زبان درازی کر رہے تھے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن زید ؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اِس ظالم شخص (حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ) کو دیکھتے ہو کہ یہ ایک جنتی شخص (سیدنا علی بن ابی طالب ؓ) پر لعنت کرواتا ہے۔'' پھر اُنہوں نے 9 اَفراد کے بارے میں گواہی دی کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا:) ''اگر میں دسویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔'' میں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا: ''اَے حراء پہاڑ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟'' سیدنا سعید ؓ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ''رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' میں نے (پھر) پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے؟ وہ (سیدنا سعید ؓ) تھوڑی دیر (عاجزی کے باعث) خاموش رہے پھر فرمایا: ''مَیں ہوں۔''

[سُنن ابی داؤد : 4648 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8208 ، قال الشیخ زبیر علیزئی والشیخ الالبانی والشیخ غلام مصطفیٰ فی فضائل الصحابة : إسنادہ صحیح]

[صحیح ابن حبان : 6996 ، السُنة لابن ابی عاصم : 1220 ، مُسندِ احمد : 1644 (جلد -1 ، صفحہ -189) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : إسنادہ صحیح]

43 سیدنا ریاح بن حارث تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا اور اہلِ کوفہ بھی موجود تھے کہ سیدنا سعید بن زید ؓ وہاں تشریف لائے تو اُس (فلاں شخص) نے اُنہیں خوش آمدید کہا اور تخت پر اَپنے پاؤں والی طرف پاس بٹھالیا۔ اِسی دوران وہاں ایک کوفی شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا۔ اُس (فلاں شخص) نے اُس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اُس (قیس بن علقمہ) نے مسلسل گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس پر سیدنا سعید بن زید ؓ نے دریافت فرمایا: ''یہ شخص کِسے گالیاں دیئے جا رہا ہے؟'' اُس (فلاں شخص) نے کہا کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو گالیاں دے رہا ہے۔ سیدنا سعید بن زید ؓ نے اَفسوس سے فرمایا:

صحیح مُسلم کی ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مروان بن حکم نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبے کی بدعت شروع کی (کیونکہ نماز کے بعد خطبہ میں بنواُمیہ کے گورنر سیدنا علی بن ابی طالب ؓ پر اَپنے منبروں سے لعنت کرتے تھے اور لوگ خطبہ سنے بغیر ہی اَپنے اَپنے گھروں کو چلے جایا کرتے تھے) تو اس پر ایک شخص نے اُٹھ کر (مروان سے) کہا: ''نمازِ عید خطبے سے پہلے ہونی چاہیے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔'' اِس پر مروان نے کہا: ''بے شک وہ (دورِ نبوی ﷺ کے) طریقے تو اَب متروک ہو چکے ہیں۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) (اُس موقع پر) سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا کہ بے شک اُس شخص نے (وقت کے حکمران کو کلمۂ حق کے ذریعے تنبیہ کر کے) اَپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سنا تھا: ''تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اُسے ہاتھ سے (بزورِ بازو) بدل ڈالے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کر دے) اور اگر اِس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دل سے (اس چیز کو بُرا جانے) اور یہ (تیسرا درجہ) سب سے کمزور ایمان (والوں کا) ہے۔'' [صحیح مُسلم : 179 اور 177]

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے (بطورِ دل جوئی کے) اِرشاد فرمایا: ''(اَے علی!) تم مجھ سے ہو اور مَیں تم سے ہوں۔'' [صحیح بُخاری : 4251]

45 سیدنا ابوعبداللہ جدلی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اُم المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (اِنتہائی دُکھی ہو کر) مجھ سے فرمانے لگیں: ''کیا رسول اللہ ﷺ کو منبروں پر گالیاں دی جاتی ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذالک) مَیں نے عرض کیا کہ یہ (اِنتہائی گستاخانہ اور قبیح فعل) کیونکر ہو سکتا ہے؟ تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کیا سیدنا علی بن ابی طالب ؓ اور اُن سے محبت کرنے والوں کو گالیاں نہیں دی جاتیں؟ (نعوذ باللہ من ذالک) (جبکہ) مَیں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اُن (سیدنا علی بن ابی طالب ؓ) سے محبت فرمایا کرتے تھے۔'' (یعنی سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کو منبروں پہ گالیاں دینا گویا کہ رسول اللہ ﷺ کو منبروں پہ گالیاں بکنے کے ہی مترادف ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

[مُسند ابی یعلی : 7013 ، المُعجم الصغیر للطبرانی : 822 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 6101 : إسنادہ صحیح]

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8476 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیر فی خصائص علی تحت الحدیث 8476 : إسنادہ صحیح]

تو اُسوقت منبرِ رسول(ص) پر بیٹھ کر بنی اُمیّہ کے گورنر حضرت علی(ع) کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے تھے...

تاریخ ابنِ خلدون...

حجر بن عدی: مغیرہ بن شعبہ نے یہ عادت اختیار کر لی تھی کہ اپنے زمانہ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر المؤمنین حضرت علیؓ پر اعتراضات اور امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کی تعریف کیا کرتا تھا۔ حجر بن عدی کو یہ امر شاق گزرتا تھا۔ بسا اوقات، کھڑے ہو کر یہ کہہ اٹھتے تھے "اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے تمہاری ہی ذات سے یہ سب کچھ ہوا' میں شہادت دیتا ہوں کہ جس کی تم مذمت کر رہے ہو وہ افضلیات کا مستحق ہے اور جس کی تم بڑائی بیان کرتے ہو وہ مذمت کا مستحق ہے"۔ مغیرہ یہ جواب دیتے "اے حجر! سلطان کے غضب سے ڈر' کیونکہ تجھ ایسوں کو وہ ہلاک کر ڈالتا ہے"۔ حجر و مغیرہ میں اس قسم کی نوک جھونک کی باتیں اکثر ہوتی تھیں' اتفاق سے مغیرہ اپنے آخری زمانہ حکومت میں حسبِ عادت قدیم منبر پر کھڑے ہوئے وہی کلمات کہہ رہے تھے' حجر نے اس طرح ڈانٹ کر کہا کل مسجد والوں نے سنا "اے شخص! ہمارے روزینے دے دے تو نے اس کو کیوں روک رکھا ہے' اس سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو نے امیر المؤمنین کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے

ا ذراع اس مقدار کو کہتے ہیں جو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے سے پیدا ہوتا ہے گویا اس حساب سے پانچ ہاتھ ہوتا ہے۔

صبح کی' لوگوں نے بھی چاروں طرف سے چلا کر کہا "یہ سچ کہتا ہے ہمارے روزینے دے دے' تو جس خیال میں ہے اس سے ہم کو کچھ نفع نہیں"۔ مغیرہ یہ رنگ دیکھ کر مسجد سے نکل کر دارالامارت میں آئے مصاحبوں نے حجر کی سخت کلامی و بے باکی اور مغیرہ کے حلم و برداشت پر نفرین کر کے کہا "اگر تم حجر سے درگزر کرو گے تو دلوں سے خوف اٹھ جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امیر المؤمنین معاویہؓ کے عتاب میں تم گرفتار ہو جاؤ گے" مغیرہ نے جواب دیا "میرا زمانہ وفات قریب آ گیا ہے میں کسی کو قتل نہ کروں گا' اگر حجر کی یہی عادت رہی تو جو شخص میرے بعد آئے گا وہ اس سے سمجھ لے گا"۔

حجر بن عدی اور زیاد: الغرض مغیرہ کچھ عرصہ بعد مر گئے اور ان کی جگہ زیاد گورنر ہو کر کوفہ آیا۔ اثناء خطبہ میں امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کی تعریف بیان کی اور ان کے قاتلین پر لعن کیا۔ حجر نے حسبِ عادت قدیم جو کہتے تھے کہا۔ زیاد خاموش ہو گیا اور بجائے اپنے عمرو بن حریث کو مقرر کر کے واپس بصرہ آیا' کچھ عرصہ بعد یہ خبر پہنچی کہ حجر کے پاس شیعانِ علیؓ کا مجمع ہوتا ہے اور وہ لوگ علانیہ امیر معاویہؓ پر لعن و طعن کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو کنکریاں ماری ہیں۔ زیاد یہ سنتے ہی کوفہ کو روانہ ہوا۔ مسجد میں پہنچ کر خطبہ دیا حجر بھی موجود تھے۔ زیاد نے نہایت سختی سے ان کو مخاطب کر کے کہا: لست بشئی ءِ ان لم امنع الکوفۃ من حجر و اودعہ نکالًا لمن بعدہٗ اس کے بعد حجر کو بلایا' حجر نے انکار کیا۔ زیاد نے شداد بن الہیثم ہلالی

[نکات.]

1. مغیرہ کی عادت بن گئی کہ حضرت علی(ع) پر اعتراضات کرتا اور حضرت عثمان کی فضیلت بیان کرتا..

(یہاں غور طلب امر یہ ہے..کہ حضرت عثمان جو کہ خلیفئہ سوئم ہیں.انکی فضیلت بیان کیجاتی اور اسکے ساتھ ہی خلیفئہ چھارم کی مذمت کیجاتی..)

2. مغیرہ نے اسی عادت کو دھرایا.تو جنابِ حجر نے فرمایا تو نے امیرالمومنین کی سخت مذمت کی.

3. لوگوں نے مغیرہ سے خاموشی کی باز پرس کی اور کہا کہ اسطرح لوگوں کے دلوں سے خوف اُٹھ جائیگا..

(یہ حکومت کا طریقہ کہاں سے اخذ کیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں خوف رہے..اتنا خوف کہ حضرت علی(ع) کی مذمت کو سُنکر بھی زبان نہ کھولی جائے..تو ہیاں سے اس وقت کی ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے..کہ حضرت علی(ع) کی مذمت کرنے میں نہ اللہ و رسول(ص) کا خوف ہے.اور اسکے مدِمقابل اگر کوئی اصلاح کرے تو اسکو حکومت کا خوف دلایا جاتا ہے..کیا یہی مذاجِ اسلام اور آزادئ رائے ہے)

4. ذیاد نے بھی حضرتِ عثمان کی تعریف کی اور قاتلین پر لعنت.

(چونکہ معاویہ نے حضرت علی(ع) کی بیعت کا انکار اسی وجہ کو بیان کر کے کیا تھا..کہ مظلوم خلیفہ کے قتل کا قصاص چاھئے تب تک بیعت نہیں کرینگے..اور پھر قصاص کے نام پر خلیفئہ وقت علی(ع) سے ہی جنگ کر لی..تو اسی لیئے خطبہ میں اکاون ہجری تک بھی حضرت عثمان کی مظلومیت کو پیش کر کے اور قاتلان پر لعنت کر کے درحقیقت معاویہ کے فعل کو سراہا جاتا.کہ وہ حق بجانب تھا. اور در پردہ علی(ع) کو قصاص نہ لینے میں قصوروار ٹھرایا جاتا..اور انھیں قاتلینِ عثمان کا محافظ مانا جاتا..تو اس لحاظ سے یہ لعنت معاذاللہ اُن پر کی جاتی.)

5 .   شیعانِ علی(ع) کا مجمع جو معاویہ کو بُرا کہتے.

تو معلوم ہوا کہ اس وقت خطباء کا معمول تھا..شہادتِ عثمان بیان کرنا

تاریخ طبری..

Tareekh -e- Tabri - 7 Volumes - By

عزوجل کا حکم امیر المومنین کے حکم سے پیشتر آ چکا ہے اور وہ اللہ مرد خدا ترس کے لیے زمین و آسمان کی راہیں بند بھی ہو جائیں جب بھی حق سبحانہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ نکال ہی دے گا۔ اور لوگوں سے کہا چلو اپنی اپنی غنیمت لے لو۔ سب لوگ آئے۔ حکم نے خمس الگ کر کے تمام مال غنیمت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اس پر زیاد نے ان کو لکھا اگر میں زندہ رہا تو تیرے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ حکم نے دعا کی پروردگار! تیرے پاس آنے میں میرے لیے بہتری ہو تو مجھے بلا لے اس کے بعد ہی ان کا انتقال ہوا۔ مرتے وقت انس بن ابی اناس کو اپنا جانشین کر گئے۔

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ:

یہی بات سن کر حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کہنے لگتے تھے وہ تو نہیں بلکہ تم لوگوں کا خدا برا کرے اور لعنت کرے۔ پھر کھڑے ہو جاتے تھے اور کہتے تھے خدا عزوجل فرماتا ہے۔ كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ (جس کا یہ ترجمہ ہے) "خدا کی راہ میں گواہی دے کر عدل و انصاف کو قائم کرو"۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جن لوگوں کی تم مذمت کرتے ہو جن کو تم عیب لگاتے ہو وہی فضل و بزرگی کے سزاوار ہیں اور جن کا بے لوث ہونا تم ثابت کرتے ہو۔ جن کی ستائش گری کر رہے ہو یہی مذمت کے قابل ہیں۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہتے تھے اے حجر میں تمہارا حاکم ہوں بس اس سبب سے تیر تمہارا چل گیا۔ اے حجر والے ہو تم پر بادشاہ ہے اور اس کے قہر و غضب سے خوف کرتے رہو۔ ایک دفعہ کا غضب شاہی تم ایسے کتنوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ اتنا کہہ کر درگذر کرتے تھے چشم پوشی کر جاتے تھے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خطبہ کی مخالفت:

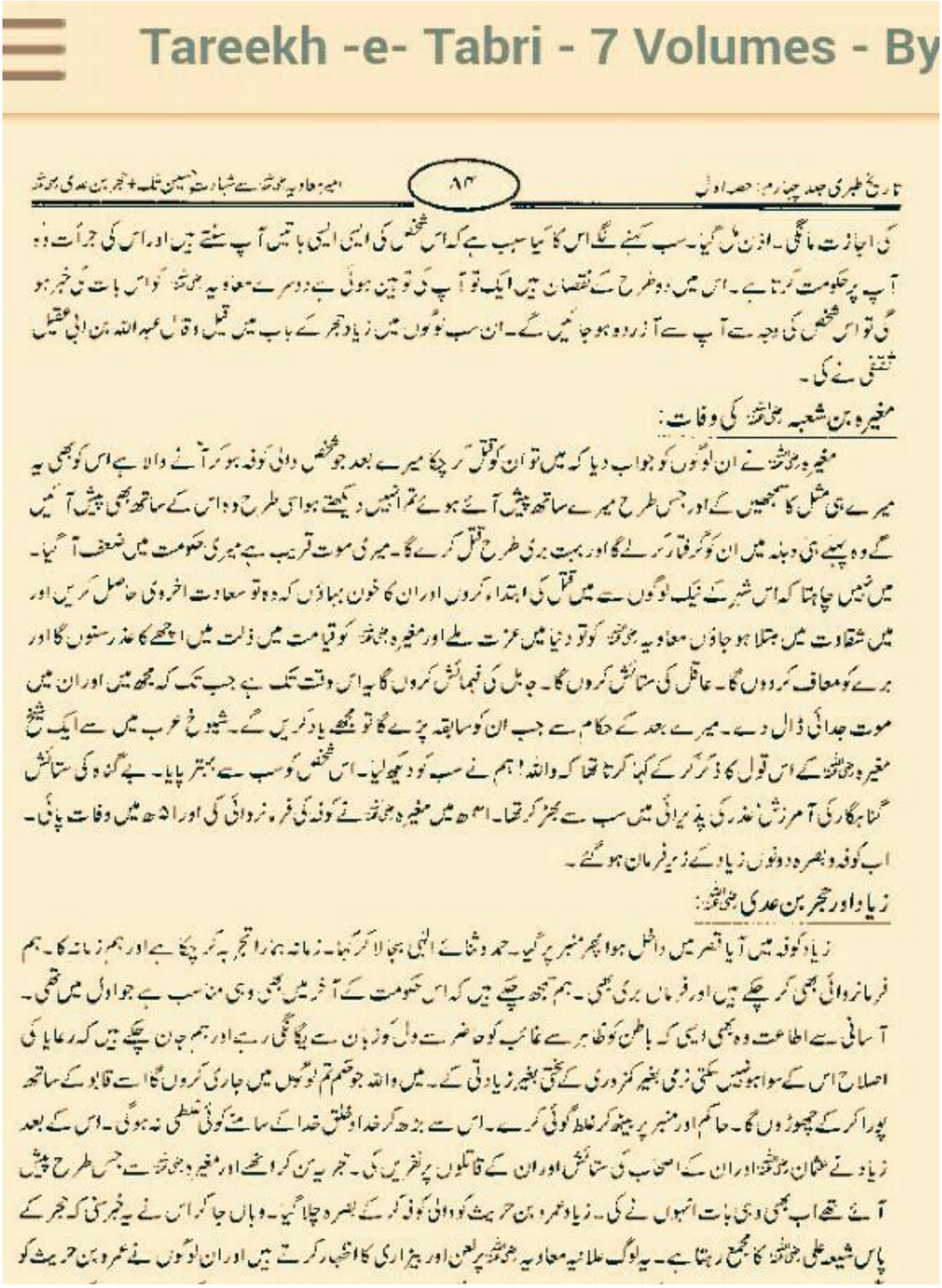
یہی ہوتا رہا یہاں تک کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی امارت کے اخیر زمانہ میں خطبہ پڑھا۔ علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے باب میں جو بات ہمیشہ وہ کہا کرتے اسی کو اس طور پر کہنے لگے خداوندا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر رحم کر ان سے درگزر کر عمل نیک کی انھیں جزا دے۔ انھوں نے تیری کتاب پر عمل کیا تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کیا۔ انہیں نے ہم لوگوں میں اتفاق قائم رکھا۔ ہم میں خونریزی نہ ہونے دی اور ناحق وہ قتل کیے گئے۔ خداوندا ان کے انصار پر ان کے دوستوں اور محبوں اور ان کے خون کا قصاص لینے والوں پر رحم فرما۔ اور ان کے قاتلوں پر بددعا کی۔ یہ سن کر حجر بن عدی اٹھ کھڑے ہوئے مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر اس طرح ایک نعرہ بلند کیا کہ مسجد میں جتنے لوگ بیٹھے تھے اور جو باہر تھے سب نے سنا۔ کہا کس شخص کے دھوکے میں تم آئے ہوئے ہو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے بڑھاپے کے سبب سے عقل جاتی رہی ہے اے شخص ہماری تنخواہوں اور عطیوں کے جاری جانے کا اب حکم دے دو۔ تم نے ہمارے رزق کو بند کر رکھا ہے اس کا تمھیں کیا اختیار ہے۔ تم سے پیشتر جو حکام گذرے انھوں نے کبھی اس بات کی طمع نہیں کی۔ اس کے علاوہ تم نے امیر المومنین کی مذمت اور مجرمین کی ستائش کا شیوہ اختیار کیا ہے۔

نکات.

1 .	جنابِ حجر فرماتے کہ جنکی مذمت تم کر رہے ہو.وہی بزرگی کے سزاوار ہیں..
(یعنی جو الزام حضرتِ علی(ع) پر لگاتے ہو قتلِ عثمان سے متعلق.تو وہ بزرگی کے سزاوار ہیں..اور جنکی توصیف بیان کرتے ہو.وہ مذمت کے حقدار ہیں..یعنی تم سب نے بہت ہی جلد صحیح اور غلط کو پھیر دیا ہے.)
2 .	حسبِ معمول حضرت علی(ع) اور حضرت عثمان کا مغیرہ نے اسطرح ذکر کیا.کہ حضرت عثمان اور قصاص طلب کرنے والوں یعنی معاویہ کیلئے رحمت کی دعا کی اور قاتلین پر لعنت.
3 .	(آپ عبارت کو بار بار اور غور سے پڑھیں..کہ لکھا ہے کہ مغیرہ نے حضرت علی(ع) اور عثمان کا ذکر کیا..لیکن آگے صرف فضائلِ عثمان اور قصاص لینے والوں کا ذکر اور قاتلین پر لعنت ہے...سوال یہ ہے کہ علی(ع) کا ذکر کس حصّے میں ہے رحمت کی دعا میں یا.......جیسا کہ میں نے پہلے لکھا باربار ایسا لکھنے کی ہمت نہیں..کہ علی(ع) کو قاتلینِ عثمان قرار دیکر تبرّا کیا جاتا.).

تو واضح ہوا کہ جناب حجر بن عدی کا اختلاف یہ تھا..کہ منبر پر علی(ع) کی توہین کی جاتی تھی اور اُن کے مقابل دوسروں کی تعریف کیجاتی..اور انکے لیئے دعائے رحمت کیجاتی... اور علی(ع) پر تبرّا کیا جاتا..کچھ لوگ حکومت کا ساتھ دیتے اور کچھ لوگ حضرت حجر کی تائید کرتے.اور سختی سے دفاع کرتے..اور اسطرح ٢ گروپس قرار پائے..ایک حکومتی اور ایک عوامی.

تاریخ طبری..



Tareekh -e- Tabri - 7 Volumes - By

کی اجازت مانگی۔ اذن مل گیا۔ سب کہنے لگے اس کا کیا سبب ہے کہ اس شخص کی ایسی ایسی باتیں آپ سنتے ہیں اور اس کی جرأت وہ آپ پر حکومت کرتا ہے۔ اس میں دو طرح کے نقصان ہیں ایک تو آپ کی توہین ہوتی ہے دوسرے معاویہ ؓ کو اس بات کی خبر ہو گی تو اس شخص کی وجہ سے آپ سے آزردہ ہو جائیں گے۔ ان سب لوگوں میں زیادہ حجر کے باب میں قیل و قال عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی نے کی۔

مغیرہ بن شعبہ ؓ کی وفات:

مغیرہ ؓ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ میں تو ان کو قتل کر چکا میرے بعد جو شخص والی کوفہ ہو کر آنے والا ہے اس کو بھی یہ میرے ہی مثل کا سمجھیں گے اور جس طرح میرے ساتھ پیش آئے ہوئے تم انہیں دیکھتے ہو اسی طرح وہ اس کے ساتھ بھی پیش آئیں گے وہ پہلے ہی دفعہ میں ان کو گرفتار کر لے گا اور بہت بری طرح قتل کرے گا۔ میری موت قریب ہے میری حکومت میں ضعف آ گیا۔ میں نہیں چاہتا کہ اس شہر کے نیک لوگوں سے میں قتل کی ابتداء کروں اور ان کا خون بہاؤں کہ وہ تو سعادت اخروی حاصل کریں اور میں شقاوت میں مبتلا ہو جاؤں معاویہ ؓ کو تو دنیا میں عزت ملے اور مغیرہ ؓ کو قیامت میں ذلت میں اچھے کا عذر سنوں گا اور برے کو معاف کر دوں گا۔ عاقل کی ستائش کروں گا۔ جاہل کی فہمائش کروں گا یہاں وقت تک ہے جب تک کہ مجھ میں اور ان میں موت جدائی ڈال دے۔ میرے بعد کے حکام سے جب ان کو سابقہ پڑے گا تو مجھے یاد کریں گے۔ شیوخ عرب میں سے ایک شیخ مغیرہ ؓ کے اس قول کا ذکر کر کے کہا کرتا تھا کہ واللہ! ہم نے سب کو دیکھ لیا۔ اس شخص کو سب سے بہتر پایا۔ بے گناہ کی ستائش گناہگار کی آمرزش عذر کی پذیرائی میں سب سے بڑھ کر تھا۔ ۴۱ھ میں مغیرہ ؓ نے کوفہ کی فرمانروائی کی اور ۵۱ھ میں وفات پائی۔ اب کوفہ و بصرہ دونوں زیاد کے زیر فرمان ہو گئے۔

زیاد اور حجر بن عدی ؓ:

زیاد کوفہ میں آیا قصر میں داخل ہوا پھر منبر پر گیا۔ حمد و ثنائے الٰہی بجا لا کر کہا۔ زمانہ ہمارا تجربہ کر چکا ہے اور ہم زمانہ کا۔ ہم فرمانروائی بھی کر چکے ہیں اور فرماں بری بھی۔ ہم سمجھ چکے ہیں کہ اس حکومت کے آخر میں بھی وہی مناسب ہے جو اول میں تھی۔ آسانی سے اطاعت وہ بھی ایسی کہ باطن کو ظاہر سے غائب کو حاضر سے دل کو زبان سے یگانگی رہے اور ہم جان چکے ہیں کہ رعایا کی اصلاح اس کے سوا ہو نہیں سکتی نرمی بغیر کمزوری کے سختی بغیر زیادتی کے۔ میں واللہ جو حکم تم لوگوں میں جاری کروں گا اسے قابو کے ساتھ پورا کر کے چھوڑوں گا۔ حاکم اور منبر پر بیٹھ کر غلط گوئی کرے۔ اس سے بڑھ کر خدا و خلق خدا کے سامنے کوئی غلطی نہ ہو گی۔ اس کے بعد زیاد نے عثمان ؓ اور ان کے اصحاب کی ستائش اور ان کے قاتلوں پر نفرین کی۔ حجر یہ سن کر اٹھے اور مغیرہ ؓ سے جس طرح پیش آئے تھے اب بھی وہی بات انہوں نے کی۔ زیاد عمرو بن حریث کو والی کوفہ کر کے بصرہ چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے یہ خبر سنی کہ حجر کے پاس شیعہ علی ؓ کا مجمع رہتا ہے۔ یہ لوگ علانیہ معاویہ ؓ پر لعن اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو

ذیاد نے بھی مغیرہ والا روّیہ رکھا...اور منبر سے حضرت عثمان و اصحاب کی تعریف اور قاتلوں پر نفرین کی..اور جنابِ حجر نے ٹوکا.

تاریخ ابنِ کثیر..ابنِ کثیر دمشقی۔

حجر بن عدی اور دیگر احباب...... یعقوب بن سفیان (ابن بکیر، ابن لھیعہ، حارث، یزید) عبداللہ بن رزین غافقی سے بیان کرتے ہیں

کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی کہ اے عراقیو! تم میں سے سات آدمی مقام عذرا پر قتل کئے جائیں گے اور ان کی مثال "اصحاب اخدود" یعنی کھائیوں والوں کی ہے۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ ابونعیم نے یہ بیان کیا ہے کہ زیاد بن سمیہ نے بر سر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نازیبا کلمات سے تذکرہ کیا تو حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے مٹھی میں کنکریاں اٹھائیں مگر پھر وہیں پھینک دیں اور ان کے آس پاس سے لوگوں نے زیاد کو کنکریاں ماریں، زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ مجھے منبر پر حجر نے کنکریاں ماری تھیں (اور میری توہین کی ہے) چنانچہ امیر معاویہ نے یہ جواب تحریر کیا کہ حجر وغیرہ کو میرے پاس بھیج دو، چنانچہ جب حجر وغیرہ لوگ دمشق کے قریب عذرا مقام پر پہنچے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کروا دیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی پیشن گوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سنے بغیر بیان نہیں کر سکتے۔

یعقوب بن سفیان (حرملہ، ابن وہب، ابن لھیعہ) ابی الاسود سے بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے تشریف لائے تو آپ نے کہا: تم نے حجر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو کیوں قتل کیا؟ تو عرض کیا اے ام المومنین! قوم کی اصلاح کی خاطر ان کا قتل ہوا ہے کیونکہ ان کی زندگی فتنہ کی موجب تھی، یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ عذرا مقام پر لوگ قتل ہوں گے، اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ان کی خاطر ناراض ہوں گے۔

یعقوب بن سفیان، مروان بن حکم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاویہ! تم نے حجر وغیرہ کو قتل کر کے ایک ناگوار حرکت کی ہے تجھے خطرہ لاحق نہ ہوا کہ میں یہاں کوئی قاتل چھپا کر تجھے قتل کروا دیتی، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے کوئی اندیشہ نہیں، میں تو دارالامن میں ہوں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ایمان اچانک غفلت کی حالت میں مار ڈالنے سے مانع ہے اے ام المومنین! مومن غفلت میں کسی کو نہیں مارتا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اپنی ضروریات کے سلسلہ میں مجھے آپ نے کیسا پایا؟ فرمایا صالح اور اچھا۔

نکات.

1. حضرت علی(ع) نے پیشن گوئی فرمائی ..اور امام بہیقی نے اسے حدیثِ پیغمبر(ص) قرار دیا..
2. ذیاد نے حضرت علی(ع) کے بارےناذیبا الفاظ استعمال کیئے.
3. جنابِ حجر نے کنکریاں اٹھائیں اور دوسروں نے ماریں.
4. ذیاد نے معاویہ کو شکایتی خط لکھا..تو معاویہ نے ان تمام کو طلب کیا..اور مقامِ عذرا پر قتل کا حکم دیدیا..

5. معاویہ نے بی بی عائشہ کو قتل کیوجہ اصلاحِ امت بتائی.
6. بی بی عائشہ نے اس قتل کے بارے میں حدیث بیان فرمائی.کہ اللہ اور آسمان والے اس قتل پر ناراض ہونگے..

خلاصتہ الکلام..

حضرت عثمان پہلے اموی خلیفہ تھے..اُن کے بعد خلافت بنو ہاشم کے پاس آئی.تو معاویہ نے جو کہ بنی امیّہ کا فرد تھا ..بیعت نہیں کی.اور حضرت علی(ع) کے بعد خلافت حضرت امام حسن(ع) کے پاس آئی تو بھی بیعت نہیں کی..بلکہ جنگ کی..جنگِ صفین کہ جس میں مسلمانوں کا خون مسلمانوں کی تلواروں سے بہایا گیا.اور عظیم صحابہ بھی شہید ہوئے..پھر اسی جنگ بندی کا معائدہ حضرت حسن (ع) سے کر کے اس نے حکومت حاصل کر لی.اور خود کو امیرالمومنین کہا..اس تمام کاروائی کو اسلامی رنگ دینے کیلیئے حضرت عثمان کے قاتلین سے قصاص لینے کا نعرہ لگایا..اور حکومت حاصل کرنے کے بعد کسی ایک بھی قاتلینِ عثمان کو نہ پکڑا..تو لوگوں پر آشکار ہو گیا کہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچا تھا تو پھر خود قصاص کیوں نہ لیا..
کوفہ حضرت علی(ع) کے دورِ خلافت میں دارالحکومت تھا..جیسے حضور(ص) کے زمانے میں مدینہ تھا...وہاں حضور(ص) کو بہت سے پیروکار ملے..جنھیں قرآن و حدیث میں مختلف گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے..سارے مسلمان ہی تھے..لیکن کسی کو منافق.کسی کو فاسق.کسی کو کمزور ایمان والے اور کسی کو کامل الایمان کہا گیا..اسی طرح کوفہ میں حضرت علی(ع) کے پیروکار تھے..
۵۱ ھجری میں بھی کہ جبکہ حضرت علی(ع) کی شہادت کو ۱۱ سال اور حضرت عثمان کو گزرے ہوئے ۱۶ سال ہو چکے تھے..اس وقت بھی منبر پر حضرت عثمان کے فضائل پیش کئے

جاتے کہ جسکے ذریعہ انکی مظلومانہ شہادت پر روشنی ڈالی جاتی اور انکے لئے مطالبئہ قصاص کو ایک اہم اور شرعی فریضہ ثابت کیا جاتا..یعنی معاویہ کے مطالبئہ قصاص کو اور اسکے پردے میں کی جانے والی جنگوں کو حق قرار دیا جاتا..اور وہیں حضرت عثمان کے قاتلین پر لعنت کر کے انھیں آذاد چھوڑنے کیوجہ سے علی(ع) کے بارے میں ہرذہ سرائی کیجاتی.. مقصد یہ تھا کہ ایک طرف لوگوں کے جذبات کو محبتِ حضرت عثمان سے سرشار کر کے انھیں معاویہ کا ہم خیال بنایا جائے..اور دوسری طرف جو محبانِ اہلیبیت ابھی نظروں سے اوجھل ہیں وہ حبِ اہلیبیت کیوجہ سے آشکار ہو جائیں..اور ہر قسم کا حکومت کو خطرے سے آزادی مل جائے..

بس اسی وقت حضرت حجر (رض) نے آواز بلند کی اس کے خلاف..مگر دنیا داری نے لوگوں کو روحِ دین سے اتنا دور کر دیا تھا..کہ اصولِ دین ہی بدل گئے..

حضرت حجر(رض) نے جب علی(ع) کیخلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کو روکا...تو یہ امربالمعروف و نہی عن المنکر کا تقاضہ تھا...جسے لوگوں نے گورنر مغیرہ اور ذیاد اور حاکم معاویہ کی گستاخی قرار دیا...

جنابِ حجر کے جہاد کو فساد کا نام دیدیا گیا...اور انکی بے گناہ حبِ اہلیبیت میں شہادت کو حکومت کے استحکام کیلئے ضروری قرار دیا گیا...یعنی عین دین کو بے دینی اور بے دینی کو عین دین قرار دیا گیا..

میں نے جو کچھ لکھا وہ تمام حوالے اوپر درج کر دئے.باقی سب باتیں تفصیلاً امیرِ شام کے موضوع پر مقالہ میں لکھوں گا..انشاءاللہ..

اب میں ایک حوالہ دیتا ہوں..کتاب خلافت و ملوکیت کا..جو سید مودودی کی لکھی کتاب ہے..اور دیکھتے ہیں انھوں نے اس تمام

باب کو کس انداز سے دیکھا ہے....پھر میں اس کتاب کا ذکر بھی کروں گا جو تقی عثمانی کی ہے..اور خلافت و ملوکیت کا جواب

کتاب خلافت و ملوکیت سے شہادتِ حجر کے بارے میں الفاظ..

امیرِ معاویہ...علامہ تقی عثمانی..

اظہار رائے کا خاتمہ کے عنوان کے تحت اس طرح کیا ہے:

"دور ملوکیت میں ضمیروں پر قفل چڑھا دیئے گئے اور زبانیں بند کر دی گئیں اب قاعدہ یہ ہو گیا کہ منہ کھولو تو تعریف کے لئے کھولو، ورنہ چپ رہو، اور اگر تمہارا ضمیر ایسا ہی زوردار ہے کہ تم حق گوئی سے باز نہیں رہ سکتے تو قید اور قتل اور کوڑوں کی مار کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جو لوگ بھی اس دور میں حق بولنے اور غلط کاریوں پر ٹوکنے سے باز نہ آئے ان کو بدترین سزائیں دی گئیں تاکہ پوری قوم دہشت زدہ ہو جائے۔

اس نئی پالیسی کی ابتداء حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت حجر بن عدی کے قتل (۵۱ھ) سے ہوئی جو ایک زاہد و عابد صحابی اور صلحائے امت میں ایک اونچے مرتبے کے شخص تھے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سب و شتم کا سلسلہ شروع ہوا تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے۔ کوفہ میں حجر بن عدیؓ سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی، حضرت مغیرہ جب تک کوفہ کے گورنر رہے وہ ان کے ساتھ رعایت برتتے رہے۔ ان کے بعد جب زیاد کی گورنری میں بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی شامل ہو گیا تو اس کے اور ان کے درمیان کشمکش برپا ہو گئی، وہ خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا

تھا اور یہ اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے اسی دوران میں ایک مرتبہ انہوں نے نماز جمعہ میں تاخیر پر بھی اس کو ٹوکا۔ آخر کار اس نے انہیں اور ان کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے خلاف بہت سے لوگوں کی شہادتیں اس فرد جرم پر لیں کہ "انہوں نے ایک جتھا بنا لیا ہے، خلیفہ کو علانیہ گالیاں دیتے ہیں، امیرالمومنین کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خلافت آل ابی طالب کے سوا کسی کے لئے درست نہیں ہے، انہوں نے شہر میں فساد برپا کیا اور امیرالمومنین کے عامل کو نکال باہر کیا، یہ ابوتراب (حضرت علیؓ) کی حمایت کرتے ہیں، ان پر رحمت بھیجتے ہیں اور ان کے مخالفین سے اظہار برأت کرتے ہیں۔" ان گواہیوں میں سے ایک گواہی قاضی شریح کی بھی ثبت کی گئی مگر انہوں نے ایک الگ خط میں حضرت معاویہؓ کو لکھ بھیجا کہ "میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس حجر بن عدی کے خلاف جو شہادتیں بھیجی گئی ہیں ان میں سے ایک میری شہادت بھی ہے۔ میری اصل شہادت حجر کے متعلق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، دائماً حج اور عمرہ کرتے رہتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے اور بدی سے روکتے ہیں ان کا خون اور مال حرام ہے، آپ چاہیں تو انہیں قتل کریں ورنہ معاف کر دیں۔"

یہ ہے مولانا مودودی کا تبصرہ..جو اوپر حوالوں کا خلاصہ ہے.

اس طرح یہ ملزم حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجے گئے اور انہوں نے ان کے قتل کا حکم دیدیا۔ قتل سے پہلے جلادوں نے ان کے سامنے جو بات پیش کی وہ یہ تھی کہ "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم علیؓ سے برأت کا اظہار کرو اور ان پر لعنت بھیجو تو تمہیں چھوڑ دیا جائیگا۔" ان لوگوں نے یہ بات ماننے سے انکار کردیا اور حجر نے کہا! "میں زبان سے وہ بات نہیں نکال سکتا جو رب کو ناراض کرے" آخر وہ اور ان کے ساتھی (سات) قتل کردیئے گئے۔ ان میں سے ایک صاحب عبدالرحمان بن حسان کو حضرت معاویہؓ نے زیاد کے پاس واپس بھیج دیا' اور اس کو لکھا کہ انہیں بدترین طریقہ سے قتل کر' چنانچہ اس نے انہیں زندہ دفن کرادیا۔

اس واقعہ نے امت کے تمام صلحاء کا دل ہلا دیا' حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کو یہ خبر سن کر سخت رنج ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کو اس فعل سے باز رکھنے کے لئے پہلے ہی خط لکھا تھا۔ بعد میں جب ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ ان سے ملنے آئے تو انہوں نے فرمایا "اے معاویہؓ! تجھے حجر کو قتل کرتے ہوئے خدا کا ذرا خوف نہ ہوا۔" حضرت معاویہؓ کے گورنر خراسان ربیع بن زیاد الحارثی نے جب یہ خبر سنی تو کہا :

"خدایا اگر تیرے علم میں میرے اندر کچھ خیر باقی ہے تو مجھے دنیا سے اٹھالے۔"

(خلافت وملوکیت ۔ ص ۱۶۳ تا ۱۶۵)

[امیر معاویہ علامہ تقی عثمانی.]

یہ کتاب علامہ مودودی کی کتاب خلافت و ملوکیت کا جواب ہے..اسمیں صفحہ ۶۹ سے ۹۹ تک جنابِ حجر بن عدی کو باغی ثابت کیا گیا.اور انکے قتل کو جائز قرار دیا گیا...

جنابِ حجر کو عابد و ذائد تسلیم کیا گیا..اور انهیں شیعانِ علی(ع) میں شمار کیا گیا...میں صرف ایک بات کا تذکرہ کرونگا کہ جو معاویہ کی طرف خط ذیاد کیطرف سے بھیجا گیا اور لوگوں کی گوائیاں بھی..وہ کیا تھا...تو سمجھ آ جائے گا کہ کیا جرم بتایا گیا جس نے حضرت حجر کو واجب القتل قرار دیا..

حضرت معاویہؓ ۸۴

یہ کہہ کر زیاد نے انہیں قید خانہ بھیج دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "اگر مجھے امانت کا خیال نہ ہوتا تو یہ شخص جان بچا کر یہاں سے نہ جا سکتا۔"

اس طرح حجر بن عدیؒ تو گرفتار ہو گئے، لیکن ان کے دوسرے ساتھی جو اصل فتنے کا سبب تھے، بدستور روپوش رہے۔ اس کے بعد زیاد نے کوفہ کے چار سرداروں حضرت عمرو بن حریثؓ، حضرت خالد بن عرفطہؓ، حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ اور قیس بن الولید کو جمع کر کے ان سے کہا :

اشهدوا على حجر بما رايتم منه

"حجرؒ کے بارے میں تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی گواہی دو"

ان چاروں حضرات نے جو گواہی دی، اس کے الفاظ طبریؒ نے اس طرح نقل کئے ہیں

"حجرؒ نے اپنے[1] گرد بہت سے جتھے جمع کر لئے ہیں اور خلیفہ کو کھلم کھلا برا بھلا کہا ہے اور امیر المومنین کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خلافت کا آل ابی طالب کے علاوہ کوئی مستحق نہیں، انہوں نے ہنگامہ برپا کر کے امیر المؤمنین کے گورنر کو نکال باہر کیا اور یہ ابو ترابؓ (حضرت علیؓ) کو معذور سمجھتے اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں اور ان کے دشمن اور ان سے جنگ کرنے والوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ ان کے ساتھیوں کے سرگروہ ہیں، اور ان ہی جیسی رائے رکھتے ہیں۔"

نکات.

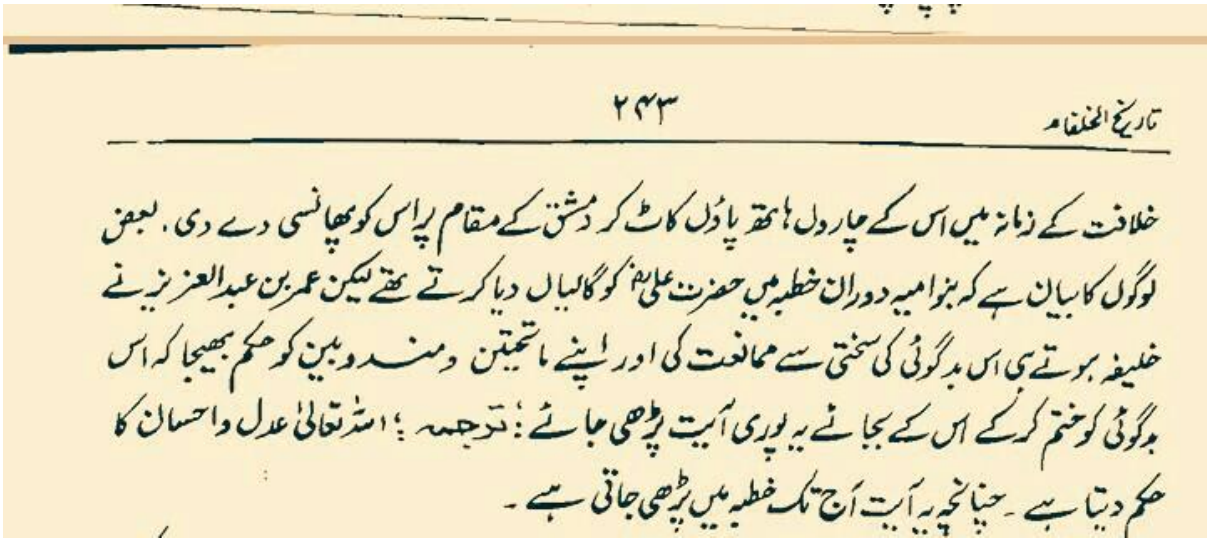
1. معاویہ کو بُرا کہتے ہیں.
2. خلافت کو اہلبیت کا حق سمجھتے ہیں.
3. علی(ع) کو معذور سمجھتے ہیں.اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں.(معذور یعنی حضرت عثمان کے قاتلین سے بری اور قصاص نہ لینے میں حق بجانب سمجھتے ہیں)
4. علی(ع) کے دشمنوں کو اور ان سے جنگ کرنے والوں سے برات کا اظہار کرتے ہیں..
5. کچھ لوگ یہ تمام کام کرتے ہیں اور ان کے سردار حضرتِ حجر ہیں....

انصاف شرط ہے...ان تمام باتوں میں سے آخر کون سی بات ہے جو دین میں فساد ہو یا واجب القتل قرار دے..
اہلیبیت تو خود کو بھی خلافت کا حقدار جانتے تھے..اور صحابہ بھی..اسی لیے تو علی(ع) اور امام حسن(ع) کو خلیفہ بنایا گی.اور کیا اہلیبیت سے محبت اور ان کے دشمنوں سے برات عین دین نہیں...اور جہاں تک رہا معاویہ کو بُرا کہنا.تو جو بھی معاویہ کے خلاف جنگیں لڑ چکے تھے وہ تمام ہی معاویہ کو غلط سمجھتے تھے ورنہ جنگ ہی کیوں کرتے..اور جو امام حسن(ع) نے صلح کی وہ بھی مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کی خاطر کی..اور یہ جانوں کو خطرہ معاویہ سے ہی تھا...

المختصر.

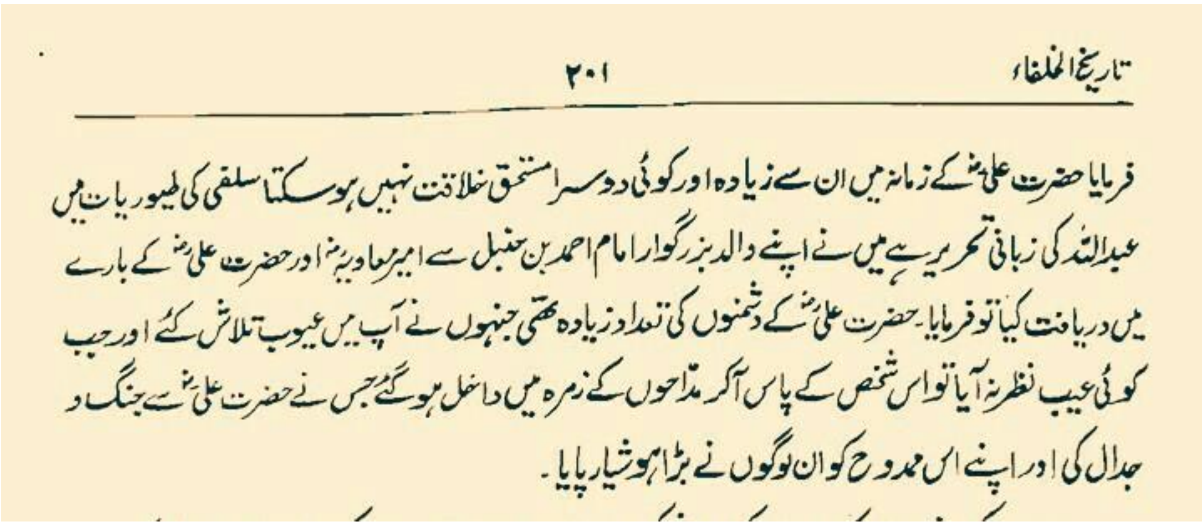
علامہ تقی عثمانی نے اس فعل کو تو بغاوت اور موجبِ قتل قرار دیا..لیکن کہیں ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا.کہ مغیرہ و ذیاد جو علی(ع) کا ذکر برائی سے کرتے تھے..یہ بھی غلط اور بغاوت تھا..اور یہ تو علی الاعلان منبروں سے کرتے تھے.جہاں سے دین پیش ہوتا ہے..وہاں سے علی(ع) کی توھین تو جائز..اور اگر

کوئی اسے روکے اور اس فعل کے مرتکب کو خاطی قرار دے تو وہ باغی اور واجب القتل...افسوس اس سوچ پر....
آخر معاویہ کامیاب ہو ہی گیا اس فکر کو پیدا کرنے میں.
علمائے اھلسنت اس وقت کے کسی محبِ اھلیبیت کا تعارف کرانا چاھیں تو یہ دونوں حوالے نہ چھپائیں..
تاریخ الخلفاء..علامہ جلال الدین سیوطی..


تاریخ الخلفاء ۲۴۳

خلافت کے زمانہ میں اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر دمشق کے مقام پر اس کو پھانسی دے دی. بعض لوگوں کا بیان ہے کہ بنوامیہ دوران خطبہ میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیا کرتے تھے لیکن عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ ہوتے ہی اس بدگوئی کی سختی سے ممانعت کی اور اپنے ماتحتین و منـدوبین کو حکم بھیجا کہ اس بدگوئی کو ختم کرکے اس کے بجائے یہ پوری آیت پڑھی جائے: ترجمہ: اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ یہ آیت آج تک خطبہ میں پڑھی جاتی ہے۔

اور اسی کتاب میں تحریر اپنے امام احمد بن حنبل کی بات.


تاریخ الخلفاء ۲۰۱

فرمایا حضرت علیؓ کے زمانہ میں ان سے زیادہ اور کوئی دوسرا مستحق خلافت نہیں ہو سکتا سلفی کی طیوریات میں عبداللہ کی زبانی تحریر ہے میں نے اپنے والد بزرگوار امام احمد بن حنبل سے امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا۔ حضرت علیؓ کے دشمنوں کی تعداد زیادہ تھی جنہوں نے آپ میں عیوب تلاش کئے اور جب کوئی عیب نظر نہ آیا تو اس شخص کے پاس آکر مداحوں کے زمرہ میں داخل ہو گئے جس نے حضرت علیؓ سے جنگ و جدال کی اور اپنے اس ممدوح کو ان لوگوں نے بڑا ہوشیار پایا۔

ان تمام باتوں کی تصدیق سابقہ دیئے گئے تاریخی حوالہ جات سے ہو جاتی ہے..صرف تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کریں.

نتیجہ الکلام..

اھلسنت ہمیشہ شیعوں پر یہی الزام لگاتے ہیں کہ وہ صحابہ کو نہیں مانتے اور انکی توہین کرتے ہیں..

تمام گفتگو میں ۴ اشخاص کا ذکر آیا..

حضرت حجر بن عدی(رض)... مغیرہ بن شعبہ..ذیاد برادر معاویہ...اور معاویہ بن ابو سفیان..

شیعہ ان تمام میں جنابِ حجر بن عدی(رض) کی خاکِ پا کو اپنے لیئے سرمئہ چشم بناتے ہیں..ان کے وسیلہ سے دعائیں کرتے ہیں. اور اسکے برعکس باقی تینوں سے برات کا اعلان کرتے ہیں..جبکہ تمام ایک ہی ذمانے کے افراد تھے...تو بس...

اب اگر اھلسنت چاھتے ہیں کہ شیعہ کسی صحابی کی تعظیم کریں تو وہ اس صحابی کی محبتِ اھلبیت کا ثبوت دیں..جس جس کا ثبوت ملتا جائگا..اس اُسکی قبر پر شیعہ کے قلوب تعظیماً جھکتے جائیں گے...

اور قرآن و حدیث نے بھی اسے ایمان کا پیمانہ قرار دیا ہے..اب جو اھلیبیت سے بغض رکھے تو وہ جب مومن ہی نہیں تو مومنین کے سروں کا تاج کیسے ہو سکتا ہے..وہ جب مومن ہی نہیں تو امیر المومنین کیسے ہو سکتا ہے..وہ جب مومن ہی نہیں تو اسکی محبت جزوِ ایمان کیسے ہو سکتی ہے..

ہم نے اسلامی معیارِ ایمان بتا دیا ..آپ اُس معیار پر جس کو پورا اترتے دکھائیں...ہمارا لاکھوں سلام ہے اُس ہستی پر...

